خوف کا عذاب

سرحد میں زلزلے کی افواہ کی تفصیلی روداد اور پس پردہ محرکات کا ایک جائزہ۔

تحریر: مقصود احمد سلفی (ایم۔اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ 'نداء الاسلام' پشاور

ہفتہ کی شب خیر خیریت سے جب ہم سو چکے تو علی الصبح سوا چار بجے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اٹھے تو ایک خیر خواہ کی کال تھی کہہ رہے تھے کہ بھائی آپ کو کچھ معلوم ہے کہ کیا ہو رہا ہے۔ہم نے کہا کہ نہیں تو ایک ہی سانس میں بولے رات کو ٹیلی ویژن پر یہ بات کہی گئی کہ ایک بہت بڑا زلزلہ آنے والا ہے۔ہم اپنے بچوں اور گھر والوں کو لے کر ایک کھلے میدان میں کھڑے ہیں اور آپ بھی فوراً باہر نکل آئیں۔اس نے فوراً یہ کہہ کر فون بند کر دیا۔میں نے "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھ کر وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن مجید لے کر بیٹھ گیا ہمارے بچے تو سوئے ہوئے تھے اور ہم نے ان کو اٹھانا مناسب بھی نہ سمجھا لیکن گھر والی ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے پر جاگ گئی تھیں اور ان کو تشویش لاحق ہو چکی تھی ان کے دریافت کرنے پر ہم نے سارا معاملہ ان سے بیان کر دیا اور ان کو سختی سے یہ کہا کہ آپ بھی وضو کر کے نماز پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اتنے میں ماحول میں ایک عجیب سماں بن چکا تھا کہ کوئی گلی میں شور ڈال رہا ہے یہاں فون پہ فون آرہا ہے سونے پہ سہاگا دور مساجد سے لاؤڈ سپیکر پر اعلانات کی آواز آرہی تھی ہم سے جو بھی جس شکل میں رابطہ کرتا ہم اس کو فوراً یہی کہتے کہ یہ وقت بھاگنے کا نہیں بلکہ یہ رجوع الی اللہ کا وقت ہے لہذا آپ اپنے گناہوں کی استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں موت سے بھاگ کر آپ کہاں تک جاسکتے ہیں۔پہلے فون پر کہا گیا تھا کہ ساڑھے چار بجے زلزلہ آرہا ہے جب خیر خیریت سے ساڑھے چار بج گئے تو پھر ایک دوسری اطلاع گلی سے آواز دینے والے نے دی کہ پانچ بجے زلزلہ آرہا ہے اور ساتھ ہی اس بات کا بھی اضافہ فرمادیا کہ ہمارے علاقے کی مسجد میں یہ اعلان ہوا ہے کہ افغانستان میں بہت بڑا زلزلہ آیا ہے اور اب یہ زلزلہ یہاں آنے والا ہے۔فوراً گھروں سے باہر نکل آئیں ہم نے اسے سمجھا بجھا کر چلتا کیا کہ بھائی آپ جائیں ہم نے کہیں نہیں جانا یہاں تک کہ تلاوت کلام پاک پڑھتے ہوئے پانچ بج چکے تھے اور خیر خیریت سے یہ وقت بھی گزر گیا اتنے میں پھر ایک خیر خواہ صحافی بھائی کا فون آیا اور اس نے کسی دوسرے بھائی کے حوالے سے یہی بات کہی ہم نے اس کو بھی سمجھایا اور تحقیق کرنے کا بھی کہا۔اس نے فون بند کر کے فوراً بی بی سی کے نمائندے سے جو کہ اس کا دوست تھا رابطہ کیا اور پھر ہمیں واپسی فون کر کے افواہ کی اطلاع دی۔ان کے بعد پھر ایک دوست کا فون

آیا اور اس نے تو یہاں تک کہا کہ جی ہمیں سعودی عرب سے فون آیا ہے کہ اس طرح ایک زلزلہ آ رہا ہے ہم نے اس کو بھی نماز کی تلقین کی اور توبہ واستغفار کا علاج بتایا۔ اسی طرح ٹیلی فون اور باہر گلی میں سے بار بار گھنٹی بجانے کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری تھا کہ یک دم فضاء میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا کلمہ بلند ہوا "اللہ اکبر۔ اللہ اکبر" یعنی فجر کی آذان کی صدا گونجی ہم گھر والوں کو فجر کی نماز کا کہہ کر فوراً مسجد کی طرف روانہ ہو گئے۔ ہمارا گھر بھی مسجد سے تقریباً 10 منٹ کے فاصلے پر واقع ہے۔ جو منظر ہم نے مسجد پہنچنے تک کا دیکھا وہ کچھ اس طرح سے ہے کہ مرد، عورتیں، نوجوان لڑکے اور لڑکیاں، بچے بوڑھے سب گھروں سے باہر نکلے ہوئے ہیں اور کھلی جگہوں پر کھڑے ہیں۔ کچھ لوگوں نے اپنے مریضوں اور معذوروں کو کندھوں پر اٹھا رکھا ہے اور بھاگے جا رہے ہیں کچھ لوگ چھوٹے چھوٹے بچوں کو بڑے بڑے کمبلوں میں لپیٹے جا رہے ہیں اور خوف سے ان کی ہوائیاں اڑ رہی ہیں۔ کچھ لوگوں کو دیکھا کہ اپنے گھروں کے دروازے کھلے چھوڑے ہوئے ہیں وہ گھر کہ جن کو ایک سیکنڈ کے لئے بھی اکیلا چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تھے آج کھلا در چھوڑ کر بھاگے ہوئے ہیں۔ کچھ لوگوں نے اپنی گاڑیاں نکالی ہوئی ہیں سائیڈ پر پردے لگا کر کھلے میدان میں کھڑے ہیں۔ ایسے لوگ بھی دیکھے گئے جو اپنے قیمتی زیورات اور نقدی کی پوٹلی بنا کر اسے بھی ساتھ اٹھائے بھاگے جا رہے ہیں۔ اب جب مسجد پہنچے تو دیکھا کہ مسجد بھی لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی ہے حیرت انگیز طور پر رمضان المبارک کی صبح کی نماز سے بڑھ کر بڑا اجتماع تھا۔ یہ سارے حالات دیکھ کر ہم نے دل میں سوچا کہ بھائی مصیبت تو کبھی بتا کر نہیں آتی تو یہ سب کچھ کیا تھا؟ زلزلہ تو نہ آیا اور نہ ہی اسے آنا تھا لیکن ایک بات میری ناچیز سمجھ میں ضرور آئی کہ واقعی مصیبت کبھی بتا کر نہیں آتی۔ اور یہ جو کچھ تھا زلزلے کا عذاب نہیں تھا بلکہ اہل پشاور (سرحد) والوں کے لئے بالخصوص اور اہل پاکستان کے لئے بالعموم ایک عذاب سے کم چیز نہیں تھی اور وہ عذاب تھا"۔ خوف کا عذاب" یہ خیال میرے ذہن میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کی ان آیات کو سوچ میں لانے کے بعد آیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿ولنبلونكم بشيء من الخوف و الجوع و نقص من الاموال و الانفس و الثمرات و بشر الصبرين﴾ (البقرہ: ۱۵۵) " اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے خوف سے بھوک پیاس سے، مال و جان اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری ہے صبر کرنے والوں کے لئے"

اللہ تعالیٰ نے مجھے صبر کیوں کر بخشا تو اس کی وجہ بھی یہ آیت کریمہ تھی۔ اس کے علاوہ قرآن وسنت کا مطالعہ کرنے سے یہ بات بھی ہم پر عیاں ہے کہ جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں حد سے بڑھ جاتی ہے تو

اللہ تعالیٰ پہلے چھوٹے چھوٹے عذاب اس قوم پر بھجواتے ہیں تا کہ اس کی واپسی کی کوئی سبیل ہو جائے۔لیکن جب وہ قوم پھر بھی نہ سدرے اور اپنے اعمال کی اصلاح نہ کرے تو اللہ تعالیٰ پھر یک بارگی ان پر اپنا عذاب مسلط کر دیتے ہیں کہ بچنے یا واپسی کی کوئی راہ ان کو دکھائی نہیں دیتی۔ یہ جو کچھ خوف کی حالت ہم پر مسلط کی گئی تھی اس پر ہمیں تھوڑا سا تدبر ضرور کرنا چاہیے کہ ایسا کیوں کر ہوا ہے۔کیا آج ہم علی الاعلان اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے ملک میں سے اسلام کے نام ونشان کو دیدہ دانستہ طور پر مٹانے کے درپے نہیں ہیں۔وہ معاشرہ کہ جس کے پاس شرم وحیاء کی چادر تھی آج وہ چادر اس کے سر سے اٹھانے کی سازشیں نہیں ہو رہی ہیں چور آکر ہمارے گھر کو ساری دنیا کے سامنے لوٹ رہے ہیں اور ہم آرام سے نہیں بیٹھے ہوئے آج یہاں معاشرے سے شرم وحیاء کا جنازہ نکالنے کے لئے میراتھن ریس سرکار کی سرپرستی میں منعقد نہیں کروائی گئی ،جس میں مردوں اور عورتوں کو خلط ملط کر کے یہاں تک ابھارا گیا کہ "دوڑ میرے لاہور دوڑ" اور ساتھ ہی یہ بیانات بھی داغے گئے۔کہ ایسے Events پورے ملک میں ہونے چاہئیں۔اور کیا یہ ہماری حالت نہیں تھی کہ وہ دن جو کشمیر کی تاریخ کا اہم ترین دن تھا یعنی 5 فروری جس میں حکومتی سطح پر عام تعطیل کا اعلان کیا گیا اور کشمیریوں کے ساتھ یوم یکجہتی منانے کے لئے اور اس مسئلے کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل کرانے کے لئے جلسے جلوس اور ریلیاں نکالی گئیں اسی دن سرکار کی سرپرستی میں لاہور کے منچلوں نے بسنت نائٹ منائی جس میں پتنگوں کی ڈوروں کے ساتھ ساتھ قوم کے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں نے قومی غیرت ووقار کی ڈوریں بھی کاٹ ڈالیں اور اوپر سے میڈیا نے ان کو یہ پیغام بھی دیا کہ " پتنگ بھی اڑانی ہے اور آنکھ بھی لڑانی ہے" اور قوم کے لیڈروں نے بھی اس موقع پر شرکت فرما کر شراب وکباب کی محفلوں کو چار چاند لگائے۔اسی طرح عورتوں کی کرکٹ ٹیم کا باقاعدہ قیام بھی شرم وحیاء کی بیخ کنی کیلئے ایک اہم سنگ میل ہے کہ جب قوم کی بیٹی ہاتھ میں بیلنے کی جگہ بلا اور ہانڈیا کی جگہ گیند لے کر میدان میں نکلے گی۔تو عوام کا ٹھٹھیں مارتا ہوا ہجوم اس کو داد دینے کے لئے موجود ہوگا اور اس کے ایک ایک زاویے کا معائنہ بھی کرے گا۔اسی طرح شرم وحیاء کے تابوت میں آخری کیل ٹھوکنے کیلئے کچھ عرصہ سے 14 فروری کو ویلن ٹائن ڈے (Valentine Day) بھی منانے کا اہتمام ہو رہا ہے۔قطع نظر اس کے کہ اس واقعے میں کونسی کہانی پوشیدہ ہے۔جس کو سوچ کر ہی غیرتی مسلمان چیخ چیخ کر افسوس کا اظہار کرے تو وہ بھی کم ہے کہا جاتا ہے کہ یہ دن سینٹ ویلن ٹائن کے نام سے منسوب ہے۔موصوف تیسری صدی عیسوی میں روم کے ایک پادری تھے۔اور ایک راہبہ (Nun) کی زلف کے اسیر ہو

گئے۔لیکن کلیسا کے دستور کے مطابق نہ تو وہ اس سے شادی کر سکتے تھے اور نہ ہی اس سے جنسی تعلق قائم کر سکتے تھے۔ایک دن ویلن ٹائن نے اپنی معشوقہ راہبہ صاحبہ کو خواب سنایا کہ 14 فروری ایسا دن ہے کہ اگر کوئی راہب یا راہبہ اس دن صنفی تعلق استوار کرلے تو ان پر کوئی گناہ صادر نہ ہوگا۔راہبہ نے ان کا یقین کرلیا اور دونوں جوش محبت میں آخری حدیں بھی عبور کر گئے اور جوش عشق میں سب کچھ کر گزرے۔

اہل کلیسا کے دستور کی اس انداز میں دھجیاں بکھیرنے پر انہیں قتل کر دیا گیا لیکن بعد میں کچھ منچلوں نے ویلن ٹائن صاحب کو "شہید محبت" کے درجے پر فائز کرتے ہوئے ان کی یاد میں 14 فروری کو ویلن ٹائن سے منسوب کر کے ویلن ٹائن ڈے منانا شروع کر دیا۔حالانکہ چرچ اور عیسائی پادریوں نے بھی سختی سے اس دن کے منانے کی مذمت کی ہے۔لیکن آج کل کے یہ دو نمبر کے عاشق ہیں کہ حیاء و شرم کو ایک طرف رکھ کر اس ویلن ٹائن ڈے میں محو پرواز ہیں اور غیروں کا کیا کہنا اب تو ہمارے اپنے بھی منچلے بڑے فخر سے یہ دن منا رہے ہیں۔اس کے علاوہ معاشرے میں شرم و حیاء کے جنازے کو کندھا دینے میں کیبل نیٹ ورک نے بھی بڑا اہم رول ادا کیا ہے اور شیطان کی یہ آنت بڑی تیزی سے پورے ملک میں ارزاں نرخوں پر فحاشی و عریانی کی خدمت میں مصروف ہے اور ہمارے پاس اس کے لئے بھی کوئی پلاننگ نہیں ہے۔ہائے افسوس!

پیغمبر علیہ السلام کی احادیث کا کیا کہنا کہ آج ہم اپنی آنکھوں سے ان کی سچائی کو سچا ثابت ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔اور سوائے افسوس کے کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔آپؐ نے فرمایا(**اذا لم تستح فاصنع ماشئت**) یعنی جب حیاء ختم ہو جائے گا تو جو تیرے جی میں آئے وہی کر۔

آج معاشرے سے حیاء جیسی بنیادی چیز کا جنازہ نکالنے کے لئے ساری سازشیں ہو رہی ہیں اور اس کام کے لئے خوب فنڈنگ کی جا رہی ہے کہ جس طرح بن پڑے حواء کی بیٹی کو گھر سے باہر نکال کر بازار کی زینت بنایا جائے اور مرد و عورت کی فطرتی تفریق کو ختم کیا جائے جب اسی طرح کے امور ہونگے اور ہم خاموش تماشائی بنے رہیں گے اور سرکاری سطح پر ان کی روک تھام کے پروگرام وضع کرنے کی بجائے ان کی سرپرستی کی جائے گی۔قوم کے راہنما اور مذہبی قیادت سنجیدہ نہیں ہوگی اور آپس میں الجھی رہے گی تو یہ معمولی سا خوف کا عذاب تو ایک طرف ناجانے اس طرح کے کتنے بے شمار بڑے بڑے عذاب قوم پر مسلط ہونگے۔جیسا کہ ابھی بلوچستان میں پسنی میں شادی کور ڈیم کے ٹوٹنے کی وجہ سے سیلاب کی تباہ کاریاں شمالی علاقوں میں تودے گرنے کے واقعات بارش اور

برف باری کی تباہ کاریاں کے واقعات کے علاوہ گلگت میں فرقہ واریت کرفیواور خوف کا عالم،غربت کے ہاتھوں غریب کا خاتمہ،مہنگائی اور بے روزگاری جیسے عذاب ہم پر مسلط ہیں۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جوقومیں چھوٹے چھوٹے عذابوں اور مشکلات سے سبق حاصل نہیں کرتیں تو پھر یک بارگی اچانک اللہ تعالیٰ ایسی قوموں پر ایسا بڑا عذاب مسلط کر دیتا ہے۔جو کہ ایسی قوموں کو صفحہء ہستی سے ہی مٹا دیتا ہے۔لیکن جوقومیں توبہ واستغفار کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتی ہیں،اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مان لیتی ہیں ،اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیتی ہیں اور مرتے دم تک استقامت اختیار کرتی ہیں تو پھر ایسی قوموں سے اللہ تعالیٰ کا بھی وعدہ ہے کہ﴿ **ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولاتحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون**﴾ (حم السجدہ:۳۰) "(واقعی) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے۔ان کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی خوف اور غم نہ کرو۔(بلکہ) اس جنت کی بشارت سن لو جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو"۔

اس سارے واقعے میں ہم نے عوام کے کردار کو جب دیکھا تو ہم نے یہ محسوس کیا کہ انہوں نے اس افواہ کو بلاتحقیق خوب پھیلایا لیکن انتظامیہ کا کردار ہمیں انتہائی مایوس کن نظر آیا۔چاہیے تو یہ تھا حکومتی سطح پر ان افواہوں کی تحقیق کیلئے کوئی ادارہ ہوتا جو کہ میڈیا پر فوراً اس واقعہ کی وضاحت کرتا اور عوام کی مدد کیلئے پہنچتا لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہمارا میڈیا تو صرف ناچ گانے اور بے حیائی کو پھیلانے تک ہی محدود ہو کر رہ گیا ہے اور دوسری طرف اہل اقتدار و انتظامیہ اپنے آرام کا فول پروف بندوبست کر کے گہری نیند سوتے رہے اور پوری قوم رات بھر سڑکوں اور میدانوں میں سخت سردی میں ٹھٹھرتی رہی۔

اس واقعے میں ایک عنصر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دشمن نے اپنے میڈیا کے جھوٹے پراپیگنڈے کے اثر کو ہماری قوم پر آزمانے کیلئے یہ سارا ڈرامہ رچایا ہو کیونکہ دنیا میں اس وقت میڈیا کی لڑائی جاری ہے اور دنیا میں بہت سے انقلابات میڈیا کے زور پر ہی لائے جارہے ہیں اس میڈیا کے توڑ کیلئے بھی ہمیں ضرور غوروخوص اور لائحہ عمل تیار کرنا ہوگا تاکہ آئندہ اس قسم کی صورت حال پیدا نہ ہو۔

اہل حدیث یوتھ فورس تحصیل وضلع جہلم اور اہل حدیث سٹوڈینٹس فیڈریشن ضلع جہلم نے مشترکہ طور پر ''علم ایک روشنی'' پروگرام میں ضلع بھر کے اہم گورنمنٹ سکولوں میں اعلیٰ تعلیمی کارکردگی کے حامل طلباء وطالبات کو ٹیلنٹیڈ ایوارڈ دیئے۔